ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

تحقیق و تنقید

(۲)

ازواج مطہراتؓ کے مکانات

ایک تجزیاتی مطالعہ

ج ۔ مکانات ازواج مطہرات کی سمت

ایک اہم بحث جو اصل مسئلہ پر بھی کافی روشنی ڈالتی ہے یہ ہے کہ ازواج مطہرات کے مکانات مسجد نبوی کے کس رخ یا کن پہلوؤں پہ واقع تھے۔ ابن سعد نے واقدی کی یہ روایت ـے ابن ابی الرجال سے اور انہوں نے اپنے والد ابو الرجال سے اور انہوں نے اپنی ماں سے نقل کی ہے کہ تمام منازل ـاج نبوی بائیں پہلو میں ہوتے تھے اگر نمازی منبر نبوی کے سامنے امام کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوتا۔

واقدی ہی کی دوسری روایت جو عبداللہ بن یزید ہذلی کی سند سے مروی ہے یہ بتاتی ہے کہ حضرت عمر بن ـد العزیز نے جب اپنی امارت مدینہ کے دوران ان کو منہدم کیا تو انہوں نے نو گھر ان کے حجروں سمیت (تسعة ابیات ـبحُرہا) گنے تھے اور وہ سب کے سب حضرت عائشہؓ کے گھر (بیت) اور مسجد کے اس دروازے تک تھے جو بابـ ـی کے قریب تھا اور راوی کے زمانہ میں حضرت اسماء بنت حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ کے گھر (منزل) تک پھیلے ـے تھے۔ سمہودی نے اس روایت پر دوسری روایات و احادیث کی روشنی میں خاصی مفصل بحث کی ہے۔ اول واقدیـ ـ مذکورہ بالا روایت بیان کر کے اس کی تشریح کی ہے کہ باب نبوی سے متصل جو ذکر اس میں آیا ہے اس سے مرادـ ـب رحمت ہے۔ اور اسماء بنت حسن کے مکان تک وسیع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بعض مکانات مسجد کی سمتـ ـے خارج تھے کیونکہ اسماء بنت حسن کا مکان اس دروازہ کے مقابل تھا جو شامی جانب باب النساء سے متصل ـا۔ ابن سعد نے اپنی ایک روایت میں واضح کیا ہے کہ چھ امہات المومنین حضرت ام سلمٰی، حضرت ام حبیبہ بنت ـ سفیان، حضرت زینب بنت خزیمہ، حضرت جویریہ بنت الحارث، حضرت میمونہ بنت الحارث اور حضرت زینب ـت جحش کے مکانات شامی سمت میں تھے اور تین امہات المومنین حضرت عائشہ، حضرت صفیہ اور حضرت ـودہ کے مکانات دوسرے پہلو میں تھے۔

سمہودی نے اپنے ہاں اس روایت کو اس فصل میں نظر انداز کر دیا ہے حالانکہ وہ ازواج مطہرات کے مکانات ـ ـمتوں میں کافی مدد کرتی ہے۔ البتہ انہوں نے پہلے یہ شبہ وارد کیا کہ اس جہت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

کے زمانہ میں مسجد نبوی وسیع نہ تھی۔ پھر حضرت فاطمہ کے مکان کے بارے میں جو روایت وارد ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی باب مذکور تک پھیلی ہوئی تھی۔ کیونکہ سمہودی کے خیال کے مطابق حضرت فاطمہ کا مکان اسی مذکورہ دروازہ پر ختم ہوتا تھا۔ اس سے یہ احتمال ہوتا ہے کہ مسجد نبوی اس باب تک نہ صرف وسیع تھی بلکہ بعض مذکورہ بالا مکان مسجد کے مقابل (محاذاۃ میں) تھے۔ اس کے بعد انہوں نے صحیح بخاری وغیرہ کی بعض روایات سے اس سلسلے میں اسناد کیا ہے اس پر تھوڑی سی بحث ذرا بعد میں کریں گے۔

ابن سعد کی جس روایت میں چھ اور تین امہات المومنین کے مکانات کی جو بالترتیب تعیین کی گئی ہے ذرا اس پہ ایک نظر ڈالنا ضروری ہے کہ اس سے ازواج مطہرات کے مکانات کی تعمیر سے متعلق زیر بحث مسئلہ اور واضح ہوگا۔ ابن سعد کی پہلی روایت جو واقدی نے مالک بن ابی الرجال سے نقل کی ہے وہ واقدی کی نگاہ میں ابعد غیر ممکن و ناقابل قبول ہے۔ کیونکہ عوث بن حارث کی روایت کے مطابق تمام نو ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع نہیں ہوسکیں حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس حضرت ام سلمیٰ کے آنے سے قبل تھیں۔ اور ان کی وفات کے بعد حضرت ام سلمیٰ سے آپ نے شادی کی۔ اور ان کے گھر میں حضرت ام سلمیٰ کو بسا دیا۔ پھر اسی سنہ میں آپ نے حضرت زینب بنت جحش سے شادی کی اور حضرت سودہ اور حضرت عائشہ اور تمام دوسری امہات المومنین پہلے آپ کے حبالہ نکاح میں تھیں۔ حضرت سودہ اور حضرت عائشہ آپ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد آئیں۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان ۵ھ میں آپ کے نکاح میں آئیں اور اسی برس حضرت صفیہ سے آپ کا نکاح ہوا اور حضرت حفصہ، حضرت ام سلمیٰ اور حضرت زینب بنت خزیمہ اس سے قبل نکاح میں آچکی تھیں۔

یہ روایت یہیں ختم ہوجاتی ہے مگر اس میں حضرت میمونہ بنت حارث کا ذکر نہیں ہے جن سے غزوہ مریسیع کے بعد ۵ھ یا ۶ھ میں شادی کی تھی۔ لہذا مختلف مکانات کی تعداد زمانہ کے لحاظ سے مختلف تھی۔

سمہودی نے ایک روایت ابن زبالہ کے حوالہ سے محمد بن ہلال کی نقل کی ہے۔ موخر الذکر نے اپنی آنکھ سے مکانات ازواج مطہرات کو دیکھا تھا جو سمت قبلہ میں اور مشرق میں اور شامی سمت میں پھیلے ہوئے تھے اور مسجد نبوی کے غرب میں ان میں سے کوئی نہ تھا اور حضرت عائشہ کے مکان کا دروازہ شامی سمت کے رخ پر تھا۔ عبداللہ بن زید ہذلی اور بعض اور رواۃ کی روایات سے اس روایت کی تصدیق ہوتی ہے جو حضرت سودہ اور حضرت عائشہ اور حضرت صفیہ کے مکانات کی سمت دوسری بتاتی ہے اور بقیہ ازواج مطہرات کے مکانات کی سمت دوسری۔ اس روایت میں حضرت حفصہ کے مکان کی سمت بلکہ اس کی موجودگی تک کا حوالہ نہیں ہے۔ اور اس کی تاویل یہ کی جاسکتی ہے کہ حضرت ام سلمیٰ اور حضرت زینب بنت خزیمہ کا مکان تو مالک بن ابی الرجال کی روایت پر نقد واقدی کے مطابق ایک تھے اور اس لحاظ سے ان کی تعداد صحیح ہوجاتی ہے۔ جہاں تک حضرت حفصہ کے مکان کی سمت و مقام کا تعلق ہے وہ

حضرت عائشہ کے مکان سے متصل تھا جیسا کہ امام بخاری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار حضرت عائشہ کے گھر تشریف فرما تھے جب آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر (بیت) میں داخل ہونے کے لئے کسی مرد کی اجازت مانگنے کی آواز سنی۔ بعد میں آواز سن کر معلوم ہوا کہ وہ حضرت حفصہ کے رضاعی بھائی کی آواز تھی۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مکان بھی سمت قبلہ کی طرف تھا۔ بہرحال روایات کے تجزیہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت سودہ اور حضرت عائشہ کے مکان کی سمت الگ تھی اور بقیہ مکانات کی سمت دوسری۔ جہاں تک حضرت صفیہ کے مکان کا تعلق ہے وہ حضرت سودہ اور حضرت عائشہ کے مکانات کی سمت میں تھا۔ تاہم ان سے متصل نہ تھا بلکہ کافی فاصلے پر یا خاصی دوری پر تھا۔

امام بخاری، ابوداؤد اور سمہودی کے مطابق حضرت صفیہ ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے رات کے وقت مسجد نبوی تشریف لائیں، جہاں آپ معتکف تھے۔ واپس ہونے لگیں تو آپ ان کو حفاظت کی غرض سے گھر کے دروازے تک پہنچانے گئے۔ ان کا مسکن دار اسامہ بن زید میں تھا۔ اور وہاں انصار کے دو آدمیوں سے ملاقات ہوئی۔ اور آپ نے اپنی اہلیہ کے ساتھ ہونے کی وضاحت کی تاکہ کوئی غلط فہمی نہ ہو۔

روایت کے مطابق یہ واقعہ رمضان کے آخری عشرے کا ہے۔ سمہودی نے اس پر یہ تبصرہ کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت صفیہ کا مکان ان حجروں میں نہیں تھا جو مسجد کے ارد گرد تھے (لم یکن مسکنها فی الحجر المحیطہ بالمسجد) مزید کہا ہے کہ ابن شبہ نے حضرت اسامہ کے کسی گھر کے بنانے کا ذکر نہیں کیا البتہ یہ ضرور کیا ہے کہ ان کے والد نے دو گھر (دارین) بنائے تھے جن میں سے ایک مسجد کی توسیع کے وقت اس میں شامل کر دیا گیا اور شاید وہی مراد ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے

یہاں ابن سعد کی اس روایت کا حوالہ بھی دہرایا جا سکتا ہے جس کے مطابق حضرت صفیہ کو شادی کے بعد حضرت حارثہ بن نعمان کے مکان میں اتارا تھا۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت حارثہ کے مکانات مسجد کے احاطہ یا قرب و جوار سے ذرا فاصلے پر تھے اور کم از کم حضرت عائشہ اور حضرت سودہ کے مکانات ان کے عطیہ سے نہیں آئے تھے یہ بہرحال ایک قیاس و تخمینہ ہے اور تحقیق طلب ہے۔ ممکن ہے کہ تلاش و تفحص سے کچھ اور روایات دستیاب ہو جائیں اور تحقیق و تدقیق سے کچھ اور نتائج اخذ کئے جا سکیں اور ان کی بنا پر یہ بتایا جا سکے کہ حضرت حارثہ بن نعمان کے مکانات کا محل وقوع کیا تھا اور ان میں سے کتنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج و اولاد اور دوسرے کے لئے پیش کئے گئے تھے۔ حضرت حارثہ کے مکانات سے متعلق روایات سے ان کی صحیح تعداد کا علم نہیں ہوتا۔ یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں آپ نے جتنی نئی شادیاں کیں ان کے مکانات کی جتنی تعداد نہ معلوم ہو سکنے کے سبب یہ کہنا مشکل ہے

کہ چھ سات نبی شادیوں میں سے ہر موقع پر ان کا مکان آپ کی ازواج مطہرات کے استعمال میں آیا تھا پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ایک روایت کی بنا پر ہمارے قدیم و جدید راویوں اور ناقدوں کے ہاں تعمیم کا رواج ہے کہ وہ ایک شہادت کی بنا پر اس کو اصول عام اور قاعدہ کلیہ بنا دیتے ہیں اور یہاں بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

(د) حجرات نبوی کی تعمیری ساخت

اس بحث کا اہم پہلو ازواج مطہرات کے مکانات کی ساخت و تعمیری تفصیل کا تجزیہ بھی ہے کہ اس سے ایک طرف تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج کے حسن معاشرت، سادگی اور تصنع و تکلف سے عاری اسلامی تہذیب و تمدن پر روشنی پڑتی ہے۔ تو دوسری اس عہد کے طرز تعمیر کی ایک جھلک سی دیکھنے کو ملتی ہے۔ ابن سعد کے ہاں جو مختلف روایات وارد ہوئی ہیں ان میں سے ایک سے معلوم ہوتا ہے کہ مکانات (ابیات) میں چار میں اندرونی حجرے (حجر) تھے اور مکانات تو کچی اینٹوں (لبن) کے بنے ہوئے تھے جب کہ ان کے اندرونی حجرے کھجور کے تنوں/ٹہنیوں (جرید) سے بنائے گئے تھے اور ان پر مٹی کر دیا گیا تھا (مطینۃ) اس روایت کے آخری راوی عمران بن انس نے ان کی پیمائش بھی کی تھی۔ اس سے تھوڑی مختلف عبداللہ بن زید ہذلی کی مذکورہ بالا روایت ہے۔ جو ان مکانات کو ولید بن عبدالملک کی خلافت میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کی امارت مدینہ کے زمانے میں ان کے انہدام کے وقت دیکھنے اور ملاحظہ کرنے کی وضاحت کرتی ہے۔ اور یہ بتاتی ہے کہ نو کے نو مکانات حجروں سمیت تھے۔ گھر تو کچی اینٹ کے تھے اور ان کے حجرے کھجور کی ٹہنیوں کے تھے جن پر مٹی کا لیپ کر دیا گیا تھا

(کانت بیوتا باللبن و لا حجر من جرید مطوس بالطین عددت تسعۃ ابیات عجوھا

واقدی کی ایک اور روایت جو عبداللہ بن عامر اسلمی کے حوالہ سے ابوبکر بن حزم سے نقل کی گئی یہ بتاتی ہے اور انہوں نے اپنے مصلیٰ میں عبداللہ اسلمی سے اسے روایت کیا تا کہ یہ مصلیٰ جو قبر مبارک کے کنارے پر واقع ستون (اسطوانہ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے راستے سے دوسری طرف متصل سمت کے درمیان تھا دراصل حضرت زینب بنت جحش کا مکان (بیت) تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان گھروں (بیوت) کو میں نے کھجور کی ٹہنیوں کا پایا جن پر مٹی کا لیپ کر دیا گیا تھا۔ ابن سعد نے اپنی ایک اور روایت میں جو قبیصہ بن عقبہ کے حوالے سے نجاو بن فروخ یربوعی کے واسطہ سے اہل مدینہ کے ایک شیخ نامعلوم کی سند پر مروی ہے یہ بتایا ہے کہ حجرے کھجور کی ٹہنیوں کے بنے ہوئے تھے (جرائد النخل)۔ عمران بن انس کی ایک اور روایت ہے اس کی تائید ہوتی ہے کہ ازواج مطہرات کے حجرے کھجور کی ٹہنیوں (جرید النخل) کے تھے۔

سمہودی کے ہاں بھی یہی اختلاف پایا جاتا ہے۔ ابن زبالہ کی روایت میں تمام مکانات (بیوت) کو کھجور کی ٹہنیوں کا بتایا گیا ہے جب کہ عبداللہ بن یزید ہذلی کی روایت میں مکانات (بیوت) کچی اینٹوں (لبن) اور ان کے حجرے (حجر)

مٹی سے لیپ کئے ہوئے بنائے گئے ہیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے حضرت ام سلمیٰ نے اپنے گھر (بیت) اور حجرے (حجر تہا) دونوں کو کچی اینٹوں سے بنا لیا تھا۔ سمہودی نے اسی طرح عمران بن ابی انس کی مذکورہ بالا دونوں روایات ذکر کی ہیں جن میں سے ایک سے چار مکانات کے اینٹوں سے اور ان کے حجروں کو کھجور کی ٹٹیوں سے اور پانچ گھروں کے بلا حجرے ہوتے اور کھجور کی ٹٹیوں سے بنے ہونے کا ذکر ہے۔ انہوں نے زرین کے حوالے سے عبداللہ بن یزید ہذلی کی ایک اور روایت آزادانہ بیان کی ہے جس کے تمام مکانات ازواج مطہرات کچی اینٹوں کے بنے ہوئے تھے۔ ان کے گرد کھجور کی ٹٹیوں کے حجرے تھے اور پھیلے ہوئے تھے سوائے حضرت ام سلمیٰ کے حجرے کے۔ ابن کثیر نے سہیلی کا بیان نقل کیا ہے۔ کہ آپ کے مساکن کھجور کی ٹٹیوں کے تھے جن پر گارے کا لیپ تھا۔ ان کا کچھ حصہ پتھروں کو تلے اوپر رکھ کر بنایا گیا اور ان کی چھتیں سب کی سب کھجور کی تھیں۔ اس کے بعد انہوں نے بلا حوالہ یہ بھی کہا ہے کہ آپ کے حجرے شعر (کمبل) کے تھے جو عرعر کی لکڑی سے بندھے ہوئے تھے۔

ان روایات میں کافی الجھن پائی جاتی ہے مگر ان کے تجزیہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات کے مکانات کے دو حصے تھے ایک حصہ کچی اینٹوں کا بنا ہوا تھا اور دوسرا کھجور کی ٹٹیوں / شاخوں پتوں کا جمع و تطبیق کی صورت میں چار مکانات اور پانچ مکانات کی تقسیم والی روایت خاص مان کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ بعض صرف کچی اینٹوں کے تھے اور ان کے حجرے کھجور کے اور بعض صرف کھجور کے مکانات تھے اور ان کے حجرے نہیں تھے اور حضرت ام سلمیٰ کا مکان و حجرہ دونوں اینٹوں کے تھے لیکن جن روایت میں آپ کے تعمیر کرانے کا ذکر آیا ہے وہ سب مکانات کو کچی اینٹوں کا بتاتی ہیں اور ان کی چھتوں کو کھجور کی شاخوں اور پتوں سے بنا ہوا قرار دیتی ہیں۔ ہمارے جدید مورخوں نے اس موضوع پر کسی نہ کسی ایک روایت کو قبول کرنے کی ریت اپنائی ہے۔

اوپر مذکور ہوئی مختلف روایات ماخذ اور متعدد بیانات متاخرین سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات کے مکانات کے دو حصے تھے۔ ایک جس کو روایت میں بیت / بیوت / ابیات کہا گیا ہے جو گھر کے معنی میں ہے اور دوسرا حجرہ / حجر کہا گیا ہے اور اس کا بالعموم ترجمہ کمرے اور حجرے کیا گیا ہے۔ روایات سے یہ بالکل واضح ہوتا ہے کہ حجرے تو کھجور کے پتوں اور شاخوں کے تھے مگر مکانات / بیوت کچی اینٹوں کے تھے اور ان کے کچھ حصے ظاہراً بیرونی دیواروں کا کچھ حصہ پتھروں کا تہ بہ تہ جوڑ کر بنایا گیا تھا۔ دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ بیت / بیوت تو بیرونی حصہ تھا اور حجرہ او حجرات ان کا اندرونی حصہ گویا کہ وہ مکان کے کمرے تھے لیکن بعض احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکانات (بیوت / ابیات) کے حجرے / کمرے ان کے اندرونی حصے نہیں تھے بلکہ کچی اینٹوں کے کمروں کو بیرونی جانب سے گھیرے ہوئے تھے۔ اور وہ کھجور کی پتیوں اور شاخوں وغیرہ سے ٹٹیوں کی مانند بنائے گئے تھے جس طرح آج کل گاؤں میں صحن مکان ان سے بنا لیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں نماز پڑھا کرتے

تھے اور حجرہ کی دیوار (جدار) چھوٹی تھی۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات (شخص) کو دیکھ لیا تو آپ کی نماز پڑھنے لگے اور صبح اس کے بارے میں چرچا کیا۔ دو یا تین راتوں میں انہوں نے ایسا کیا اور پھر آپ بیٹھ رہے اور نہیں نکلے مبادا کہ رات کی نماز فرض ہو جائے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حجرہ عائشہ میں کھڑے ہونے پر مسجد نبوی سے آدمی کو دیکھا جا سکتا تھا اور وہ حجروں کے باہر ہونے کا پتہ دیتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حجاب و ستر و حیا کے اعتبار سے حضرت عائشہ اور دوسری ازواج مطہرات ان بیوت و مکانات میں ہوتی تھیں۔ جو اینٹ کے بنے ہوئے ان حجروں کے اندر تھے حضرت عائشہ کے حجرہ کے بارے میں ایک اور حدیث آتی ہے کہ اس میں اندرونی حصوں کی بہ نسبت زیادہ آسانی سے دھوپ بھر سکتی تھی۔

حضرت ام سلمیٰ کی حدیث گذر چکی جس کے مطابق انہوں نے لوگوں کی نگاہوں سے بچنے کے لئے اپنے حجروں کو اینٹوں سے بنا لیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ اندرونی کمرہ ہوتا تو اس کو بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ کہ وہ بیت کی دیواروں سے پہلے ہی گھرا ہوا تھا۔ پھر ان حجروں کے دروازوں میں سے اکثر کو کمبل (شعر اسود) کا بتایا گیا ہے لیکن بعض روایات میں بالخصوص حضرت حسن بصری کی سند پر مذکور روایت میں ان کو سرو کے درخت کی لکڑی کے پردے (الکسیتہ من خشب عرعر) کہا گیا ہے۔ اور سب سے اہم یہ کہ بعض روایات میں جیسے عبداللہ بن یزید ہذلی کی روایت ہے کہ ازواج مطہرات کے مکانات کو اینٹوں کا بنا ہونے کے ساتھ ان کے حجروں کو ان کے اردگرد کھجور کی شاخوں پتوں سے بنا ہوا بتایا گیا۔

(رأیت بیوت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم مبنیۃ باللبن حولہا حجر من جرید ممدودۃ الاحجرۃ ام سلمیٰ)

نہ صرف ان کو بیوت کے اردگرد (حولہا) بتایا گیا ہے بلکہ ان کو ان کے اردگرد پھیلا ہوا (ممدودہ) بھی بتایا گیا ہے، ان روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حجرات نبوی مکانات/بیوت نبوی کے اردگرد پھیلے ہوئے تھے۔

بعض اور روایات و شواہد و قرآن حکیم سے ازواج مطہرات کے مکانات کے دو حصوں بیت اور حجرہ کے فرق کے ساتھ ساتھ بیوت کے اندرونی حصے اور حجرات کے بیرونی حصے ہونے کا علم ہوتا ہے ان میں قرآن کریم کی سب سے اہم شہادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے مکانات (بیوت) کی طرف دو آیات کریمہ سورہ احزاب میں واضح حوالہ دیا ہے اور اسی طرح اسی سورہ کی آیت ۵۳ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کی طرف "بیوت النبی" کے الفاظ سے اشارہ کیا ہے اور بلا اجازت داخلہ سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے۔ سورہ حجرات ۴ میں ایک جگہ غیر عاقل بدوؤں کے بارے میں کہا ہے کہ وہ آپ کو بے عقلی سے حجرات کے پیچھے سے زور کی آواز سے پکار کر بلاتے ہیں۔ قرآن مجید نے "بیوت" اور "حجرات" میں فرق کیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ فرق بلا وجہ نہیں بلکہ اس کا مقصد بظاہر یہ ہے کہ بیوت ازواج کے بیرونی حصے حجرات ہوتے

تھے۔ جن کے پیچھے سے غیر مہذب بدوی پکارتے تھے ان کے بیوت کے اندرونی حصے یا کمرے ہونے کی صورت میں ان کے پیچھے پکارنے کا کوئی مفہوم نہیں رہ جاتا اور ظاہر ہے کہ حجرات کو بیوت کا مترادف نہیں سمجھا جا سکتا۔ سورہ احزاب ۵۳ کی تفسیر میں احادیث نبوی سے بھی بیوت اور حجرہ کا فرق واضح ہوتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت زینب بنت جحش سے شادی کے بعد آپ نے دعوتِ ولیمہ کی۔ لوگ کھا کر چلے گئے۔ مگر کچھ لوگ بیٹھے رہ گئے آپ کو حجاب محسوس ہوا تو آپ حضرت عائشہؓ کے حجرہ کی طرف گئے اور ان کو سلام و کلام کر کے تمام ازواج مطہرات کے حجروں کے پاس اسی طرح سلام و کلام کر کے پھر حضرت زینب کے گھر واپس آئے تو ان کو باتیں کرتے پایا۔ چنانچہ پھر آپ حجرۂ عائشہ کی طرف روانہ ہو گئے اسی دوران وہ لوگ چلے گئے تو آپ پلٹے اور دروازہ کی دہلیز میں پیر رکھا ایک باہر تھا اور دوسرا اندر کہ آپ نے پردہ گرا دیا اور پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

یہاں ابن سعد کی اس روایت کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت زینب بنت جحش کی شادی پر آپ نے جو ولیمہ کی دعوت کی تھی اس میں اتنے لوگ آئے کہ ان کے مکان (بیت) اور ان کے حجرے میں بھر گئے۔ اور کھا کھا کر سیر ہو کر نکلتے رہے اس میں مکان و حجرہ کا فرق بہت واضح ہے۔ اس کے علاوہ عید کے دن حبشیوں کا کھیل دیکھنے والی حدیث عائشہ اور بعض ازواج مطہرات کی موجودگی میں حضرت ابن مکتوم کی آمد پر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ کرنے کی تاکید والی حدیث اور بعض اور ایسی ہی اور احادیث اور روایات سے بالواسطہ حجروں کے باہری جانب ہونے کا مفہوم ملتا ہے۔ ان مختلف روایتی شہادتوں، قرینوں اور استنباطوں سے اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ بیوت نبوی اندرونی کمرے تھے اور حجرے ان کے بیرونی ٹٹیوں والے صحن۔

ازواج مطہرات کے مکانات کی لمبائی چوڑائی اور اونچائی کا جہاں تک تعلق ہے تو بہت کم روایات ملتی ہیں۔ ابن سعد کے ہاں عمران بن ابی انس والی روایت میں پردے کی دیوار (ستر) کی پیمائش تین ہاتھ لمبی اور ایک ہاتھ دو پون کے برابر یا اس سے کم چوڑی بتائی گئی ہے۔

سمہودی کی روایت اس سے زیادہ واضح ہے جس میں لفظ ساتر (پردہ) استعمال ہوا ہے اور اس کی لمبائی چوڑائی تین ہاتھ (اذرع) اور پونے دو ہاتھ (ثلاثة اذرع فی ذراع وعظم الذراع) بتائی گئی ہے اونچائی کے سلسلہ میں ابن سعد اور سمہودی نے حضرت حسن بصری کی ایک عینی شہادت نقل کی ہے جس کا مجموعی لب لباب یہ ہے کہ میں عہد عثمانی میں نوخیز نوجوان (غلام مراہق) تھا اور اس زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں (بیوت) میں داخل ہوا کرتا تھا اور چھت کو اپنے ہاتھ سے چھو لیا کرتا تھا۔

مولانا شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ یہ مکانات چھ چھ، سات سات ہاتھ چوڑے اور دس دس ہاتھ لانبے تھے اور اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا اور جو طبقات ابن سعد اور وفاء الوفا کا حوالہ دیا ہے اس سے ان دو بیانات یعنی کھڑے آدمی

کے چھتوں کو چھو لینے اور دروازوں پر کمبل کے پردوں کے پڑے ہونے کی تصدیق ہوتی ہے مگر لمبائی چوڑائی کی تصدیق نہیں ہوتی۔ غالباً ان کی پیروی میں سید سلیمان ندوی نے بھی حضرت عائشہ کے "حجرے کی وسعت چھ سات ہاتھ سے زیادہ نہ تھی" لکھ دیا ہے اور کئی مزید بیانات کے بعد مسند احمد ابن حنبل، ابن سعد، ادب المفرد، امام بخاری باب النساء اور سمہودی باب ۴ فصل ۴ کا حوالہ دیا ہے اور ان سے حجرے کی وسعت کی تصدیق ابھی تک تحقیق طلب ہے۔ حدیث و سیرت کی مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکانات بہت چھوٹے ہوتے تھے اور ان میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی زوجہ مطہرہ کے قیام و سکونت ہی کی گنجائش ہوتی تھی جیسا کہ حضرت عائشہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے جس میں ام المومنین کے بستر پر عرض میں دراز ہونے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا ذکر آیا تھا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ جیسا طویل القامت بخوبی اس میں آجا سکتا تھا۔

ان مکانات نبوی کے دروازوں کے بارے میں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم دو دروازے ضرور ہوتے تھے ان میں سے ایک صحن مسجد نبوی میں کھلتا تھا اور دوسرا سمت میں مشرق کی جانب راستہ عام / گزرگاہ نبوی کی سمت میں حضرت عائشہ کے حجرے کے باب میں سید سلیمان ندوی کا یہ بیان صحیح ہے کہ:۔

"اس کا ایک دروازہ مسجد کے اندر مغرب رخ اس طرح واقع تھا کہ گویا مسجد نبوی اس کا صحن بن گئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی دروازہ سے ہو کر مسجد میں داخل ہوتے تھے۔ جب مسجد میں معتکف ہوتے تو سر مبارک حجرے کے اندر کر دیتے اور حضرت عائشہ بالوں میں کنگھا کر دیتیں۔ کبھی مسجد میں بیٹھے بیٹھے حجرہ کے اندر ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز مانگ لیتے۔ اس کے ساتھ مولانا شبلی کا یہ بیان ہے کہ:۔

یہ مکانات مسجد سے اس قدر متصل تھے کہ جب آپ مسجد میں اعتکاف میں ہوتے تو مسجد سے سر نکال دیتے اور ازواج مطہرات گھر میں بیٹھے بیٹھے آپ کے بال دھو دیتی تھیں۔ مگر انہوں نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ سلیمان ندوی کے بیانات کی تصدیق نہ صرف مذکورہ بالا روایات سے ہوتی ہے بلکہ صحیح بخاری کی ایک اور روایت سے بالواسطہ ہوتی ہے جس کے مطابق حضرت عائشہ کے گھر میں دھوپ بھری ہوتی تھی جب آپ نماز عصر پڑھا کرتے تھے۔ ابن سعد نے واضح طور پر ایک روایت میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے دروازے کے مقابل مسجد میں ایک دروازہ کھول لیا تھا۔ اس کے علاوہ بعض اور روایات ملتی ہیں جن سے صحن مسجد کی طرف اور شاہراہ کی طرف دو دروازوں کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے ان میں سے ابن سعد اور سمہودی وغیرہ کی روایات کا پہلے ذکر آچکا ہے۔ ان دروازوں میں عرعر (سرو) یا ساج (ساگوان) کی لکڑی استعمال کی گئی تھی اور وہ ایک پٹ کے تھے اور وہ بند نہ کئے جاتے تھے۔ دروازوں میں بعض روایات کے مطابق کنڈے (حلق) نہ تھے اور ان کو اظافیر (انگلیوں کے ناخنوں) سے بجایا جاتا تھا۔ تاکہ اجازت داخلہ طلب کی جائے

یا بلایا جائے۔ اوپر کی بعض روایات میں آچکا ہے کہ ان پر سیاہ کمبل کے پردے پڑے رہتے تھے اور ان کی لمبائی چوڑائی تین اور پونے دو ہاتھ تھی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار حضرت عائشہ نے اچھے کپڑے کا پردہ ڈال تھا جس میں تصویریں تھیں تو آپ نے اس کو اتروادیا۔

(س) مکانات ازواج کا انہدام اور مسجد نبوی میں ادغام

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرۂ خاص جس میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا تھا مدفن نبوی بن گیا۔ اور حضرت عائشہ دوسرے حجرے میں منتقل ہوگئیں۔ ازواج مطہرات کے یہ نو حجرے ولید بن عبدالملک کی خلافت اور عمر بن عبدالعزیز کی امارت مدینہ تک اپنی حالتوں پر باقی رہے جیسا کہ ابن سعد سمہودی وغیرہ کی روایات سے معلوم ہوچکا ہے اور پھر وہ منہدم کرکے مسجد نبوی کی توسیع اموی کے وقت اس میں شامل کردئے گئے۔ روایات میں آتا ہے کہ ان میں سے ایک حضرت معاویہ نے خرید لیا تھا اور اس کی عظیم مالک حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو تاحیات رہنے کا حق دیا تھا اور بعض حجرات کے فروخت ہونے اور ان کی قیمت کے صدقہ کئے جانے کی روایات بھی ملتی ہیں۔ لیکن یہ بہرحال واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان کی مسجد نبوی کی توسیع میں ازواج مطہرات کے مکانات کو ہاتھ نہیں لگایا کہ بیشتر باحیات اور ان میں لبس رہی تھیں۔ البتہ جب حضرت معاویہ کے عہد خلافت میں بیشتر ازواج اور یزید بن معاویہ کی خلافت کے سال اول میں آخری زوجہ مطہرہ کی وفات ہوگئی تو وہ مکانات بالکل خالی ہوگئے۔ اور ان میں رہنے والا کوئی نہ رہا کہ وہ وراثت میں تقسیم ہوسکتے تھے اور نہ فروخت کئے جاسکتے تھے۔

خلیفہ بن عبدالملک کے عہد میں ان کو مسجد نبوی میں شامل کردیا گیا۔ روایات میں آتا ہے کہ جس وقت یہ مکانات منہدم کئے گئے مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا اور لوگ کثرت سے روتے ہوئے اپنے گھروں سے نکل آئے۔ کہ ان کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور نشانی مٹ گئی۔ بعض صحابہ کرام کے فرزندوں اور بزرگوں کا خیال تھا کہ ان کو ان کی حالت پر باقی رکھا جاتا تاکہ لوگوں کو معلوم ہوتا کہ سکونت نبوی اور تعمیر نبوی کی سنت کتنی سادہ اور قابل عمل تھی اور شاندار مکانات بنانے والوں کو اس سے نصیحت اور عبرت ہوتی۔ خیال یہ بھی اچھا ہے مگر مسجد نبوی میں ان مکانات کی شمولیت و ادغام ان کے شایانِ شان بھی تھا اور روحِ اسلام و تعلیمات نبوی کے مطابق بھی۔

(ص) آخری تجزیہ

اسلامی تاریخ و سیرت نبوی کے تمام اہم اصلی مآخذ اور ثانوی و جدید مراجع کی مختلف و متعدد اور بسا اوقات متنافی و متناقض روایات اور متصادم و مخالف بیانات کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد آخری تجزیے میں ازواج مطہرات کے مکانات کی جو تصویر ہمارے علم و آگہی کے بعد ابھرتی ہے وہ یہ ہے کہ مستند روایات کی غالب اکثریت اور تاریخی شواہد

کی ناقابل تردید شہادت اس نقطہ نظر کے حق میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کی سکونت و قیام کے لئے بیشتر مکانات تعمیر کرائے تھے۔ ان کی اراضی اور تعمیراتی اسباب حتمی طور سے صحابہ کرام بالخصوص مدینہ منورہ کے جاں نثار و مخیر انصار عظام کے عطایا و ہدایا سے آئے تھے۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حارثہ بن نعمان انصاری نے اپنے مکانات نبی ازواج مطہرات یا اہل بیت نبوی کے لئے پیش کئے تھے۔ ان روایات کا تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ انہوں نے کچھ مکانات اور کچھ اراضی وغیرہ ضرور پیش کی تھی مگر دوسرے انصاری حضرات بالخصوص بنی نجار بن خزرج کے ان صاحبان دل اور جاں نثاران رسول کا زیادہ حصہ تھا جن کے محلے میں مسجد نبوی اور ازواج مطہرات کے مکانات واقع تھے۔ تعمیر مکانات کے اخراجات میں بعض امہات المومنین کی مساعی کا بھی قابل قدر حصہ تھا۔ اراضی و مکانات اور تعمیراتی سامان کی فراہمی میں۔ خواہ وہ مسجد نبوی کی ہو یا مکانات نبوی کی، متعین طور سے کسی ایک صحابی یا چند صحابہ کرام کی تعیین کرنی ہماری ابھی تک کی دستیاب معمولات کے مطابق تقریباً محال ہے۔

ازواج مطہرات کے مکانات کی سمت کے بارے میں جو مختلف روایات آئی ہیں ان کے تجزیہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مسجد نبوی کی تین سمتوں مشرق، شمال اور جنوب میں وہ سب کے سب واقع تھے اور مغربی سمت میں کوئی مکان نہ تھا۔ حضرت عائشہ کے حجرہ شریفہ اور بیت مبارکہ کی تعیین سمت تو سیرت نبوی کی حقانیت کی مانند حتمی ہے کہ وہ آج بھی رسول مطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد مبارک کی سعادت کی بدولت اپنی جگہ قائم ہے۔ اس کے دونوں جانب حضرت سودہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کے مکانات مقدسہ تھے اور اول الذکر سمت مشرق میں اور موخر الذکر جانب جنوب میں۔ بعد میں جو ازواج مطہرات خدمت نبوی میں آتی گئیں، ان کے مکانات بنتے گئے اور حضرت ام سلمیٰ، حضرت زینب بنت خزیمہ۔ حضرت جویریہ۔ حضرت زینب بنت جحش۔ حضرت ام حبیبہ اور حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے مکانات شامی جانب مسجد نبوی کے باب النساء تک وسیع تھے۔ حضرت صفیہ کا مکان دار اسامہ بن زید میں غالباً جنوبی سمت میں ذرا فاصلے پر تھا۔ گویا مسجد نبوی کے باب رحمت سے باب نساء تک زیادہ تر مکانات تھے۔ اور کچھ جانب جنوب یا سمت قبلہ میں تھے۔ یہ بحث مزید تحقیق کی محتاج ہے۔ فی الوقت یہ تقریباً یقینی ہے کہ مسجد کے غرب میں کوئی مکان نبوی نہ تھا اور صرف تین سمتوں میں واقع تھے۔

ساخت و تعمیر کے اعتبار سے مکانات نبوی دو حصوں میں منقسم تھے۔ اندرونی اور بیرونی حصے جو بالترتیب بیوت اور حجر ماخذ اصلی میں کہے گئے ہیں زیادہ تر مولفین سیرت نے اندرونی و بیرونی حصوں کی تقسیم نہیں کی ہے مگر بنیادی مراجع سے یہ تقسیم حتمی نظر آتی ہے۔ یعنی بیوت و ابیات وہ کمرے تھے جو حجرات / حجروں کے اندر واقع تھے۔ کمروں (بیوت و ابیات) چاردیواری والے مسقف حصے تھے اور ان کے ارد گرد یا باہر کی طرف جو صحن مسجد نبوی کی یا مخالف

سمت تھی۔ یہ چھوٹے چھوٹے حجرے تھے جو گاؤں اور دیہاتوں میں بنائی جانے والی ٹٹیوں کے مانند تھے اور جو بند کمروں کو صحن/دالان عطا کرتے تھے۔ بیوت کے دو دروازے ہوتے تھے جن میں سے ایک براہ راست مسجد نبوی میں کھلتا تھا۔ اور دوسرا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس گزرگاہ کی طرف جس سے آپ بالعموم دوسری ازواج مطہرات کے مکانات کی طرف تشریف لے جایا کرتے تھے۔

اپنی بناوٹ کے لحاظ سے ازواج مطہرات کے مکانات (بیوت/ابیات) کے کچھ حصے ترجیحی طور سے ان کی بنیادوں سے کرسی تک کے حصے پتھروں کو تہ بہ تہ رکھ کر بنائے گئے تھے جب کہ ان کی دیواروں کچی اینٹوں (لبن) جو تھوپنے کے بعد دھوپ میں خشک کر لی جاتی تھی۔ بنائی گئی تھیں۔ اور ان کی چھتیں کھجور کی شاخوں اور پتوں سے بنائی گئی تھیں۔ اور بارش سے بچنے کی خاطر غالباً ان پر دبیز کمبل ڈال دئے جاتے تھے۔ اندرونی حصوں میں معمولی مختصر سامان ضرورت رکھنے کے لئے ایک الماری نما خانہ (سہوق) بنا لیا جاتا تھا۔ جب کہ بیرونی حجرے کھجور کی شاخوں اور ٹٹیوں (جرید النخل) سے بنائے گئے تھے اور ان پر مٹی کے گارے سے لیپ کر کے ان کے رخنوں کو نظر بد اور ہوا وغیرہ سے بچانے کے لئے اور ان کی مضبوطی کی خاطر بند کر دیا گیا تھا۔

پیمائش کے اعتبار سے ان مکانات (بیوت/ابیات) کی لمبائی، چوڑائی اور اونچائی بہت مختصر تھی۔ وہ بقول شخصے چھ چھ سات سات ہاتھ چوڑے اور دس دس ہاتھ لانبے تھے۔ گویا نو دس فٹ چوڑے اور بارہ پندرہ فٹ لمبے تھے۔ ان میں بمشکل تمام میاں بیوی اور اُن کا ضروری اور مختصر سامان مع ان کے بستر دل (سریر) کے سما سکتا تھا۔ ان کی لمبائی چوڑائی خاص کر ابھی تک تحقیق طلب ہے۔ ان کی اونچائی کھڑے ہونے کی حالت میں ایک نوجوان کے ہاتھوں سے چھو لینے کی حد سے باہر نہ تھی۔ اور اپنے وقت کا طویل قامت آدمی ان میں بہ آسانی اور سر جھکائے بغیر داخل ہو سکتا تھا۔

کمروں (بیوت/ابیات) کے دروازوں پر لکڑی خواہ وہ سرو ہو یا ساج کے کواڑ تھے اور وہ زیادہ تر ایک پٹ کے تھے۔ اور ان کو اکثر بند کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ دروازوں پر اور حجروں کے نکاس پر سیاہ کمبل کے کھردرے پردے محض عفت نگاہ اور طہارت دل کے لئے ڈالے گئے تھے جو بالعموم پونے دو دو ہاتھ چوڑے اور تین ہاتھ لمبے ہوتے تھے۔ یعنی دروازوں کی مساحت کے برابر ان کی لمبائی چوڑائی تھی"۔

خریدار حضرات خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں!

محفوظ قابلِ اعتماد مستعد بندرگاہ

بندرگاہ کراچی

جہازرانوں کی جنت

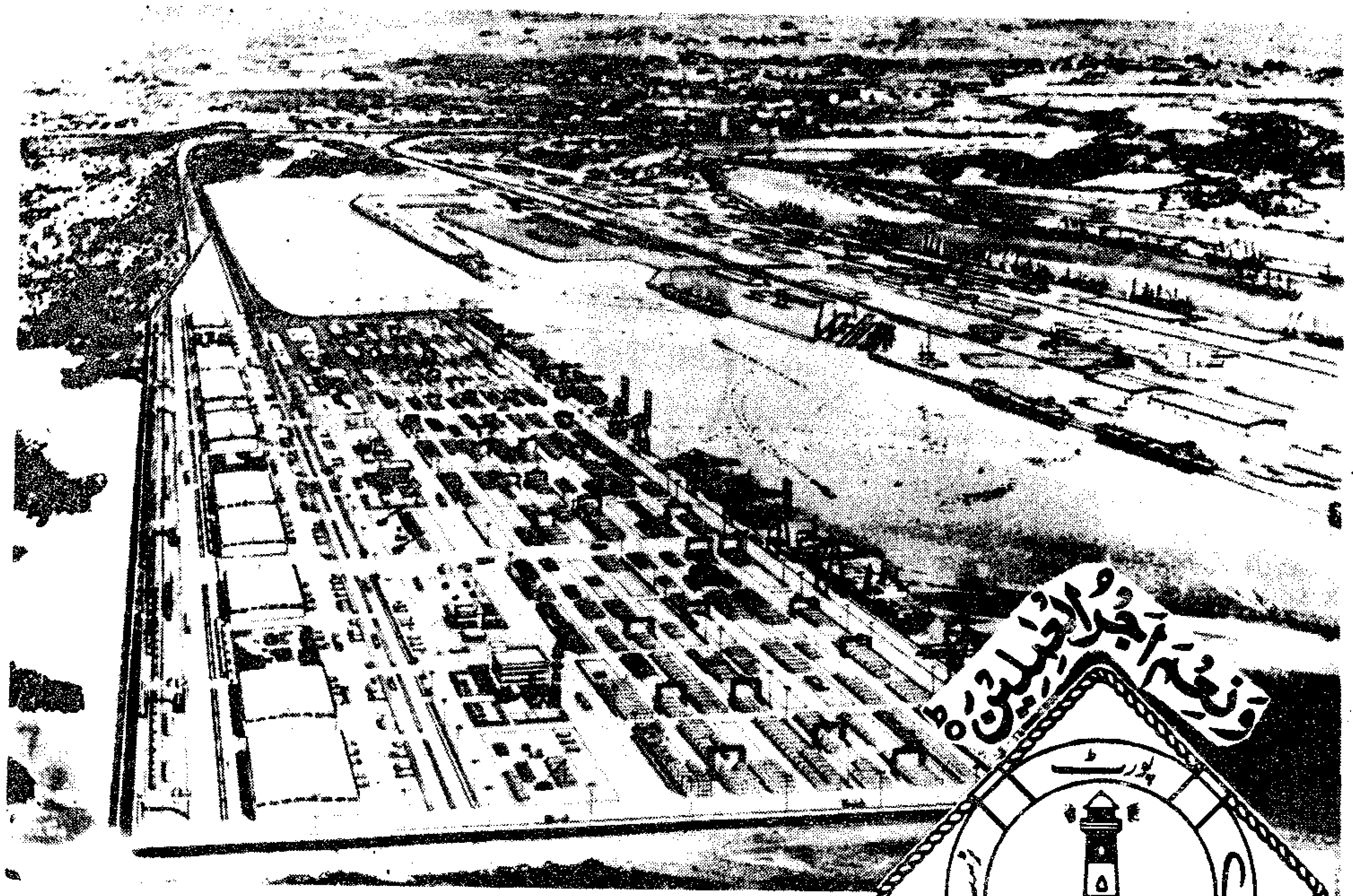

بندرگاہ کی خدمات کے جدید انداز کے ساتھ
عالمی تجارت کے لئے پُرکشش
پاکستانی معیشت کی تعمیر کے لئے کوشاں

ہماری کامیابیوں کی بنیاد

- انجینئرنگ میں کمالِ فن
- جدید ٹیکنالوجی
- مستعد خدمات
- باکفایت اخراجات
- مسلسل محنت

۲۱ویں صدی کی جانب رواں

بمع

جدید مربوط کنٹینر ٹرمینلز
نئے میرین پروڈکٹس ٹرمینل
بندرگاہ کراچی ترقی کی جانب رواں

- 4 / 88. PID - Islamabad